آزادی

کسے کہتے ہیں؟

15 اگست 2026 یومِ آزادی کا بیان

(For Islamic Brothers)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَاتَمِ النَّبِيّٖنَ ط

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَارَسُوْلَ اللّٰه وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحٰبِكَ يَاحَبِيْبَ اللّٰه

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَانَبِيَّ اللّٰه وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحٰبِكَ يَانُوْرَ اللّٰه

دُرُودِ پاک کی فضیلت

سردارِ مکہ، شاہِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جس نے کتاب میں مجھ پر درودِ پاک لکھا، جب تک میرا نام کتاب میں رہے گا، فرشتے لکھنے والے کے لئے دُعائے بخشش کرتے رہیں گے۔[1]

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب! صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّد

بیان سننے کی نیتیں

فرمانِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وآلِہٖ وسَلَّم: اَفْضَلُ الْعَمَلِ اَلنِّيَّةُ الصَّادِقَةُ سچی نیت سب سے افضل عمل ہے۔[2] **اے عاشقانِ رسول!** ہر کام سے پہلے اچھی اچھی نیتیں کرنے کی عادت بنائیے کہ اچھی نیت بندے کو جنت میں داخِل کر دیتی ہے۔ بیان سننے سے پہلے بھی اچھی اچھی نیتیں کر لیجئے! مثلاً نیت کیجئے! ☜ عِلْم سیکھنے کے لئے پورا بیان سُنوں گا ☜ با اَدب بیٹھوں گا ☜ دورانِ بیان سُستی سے بچوں گا ☜ اپنی اِصْلاح کے لئے بیان سُنوں گا ☜ جو سُنوں گا دوسروں تک پہنچانے کی کوشش کروں گا۔

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب! صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّد

1 ... معجم اَوسط، 1/497، حدیث: 1835

2 ... جامع صغیر، صفحہ: 81، حدیث: 1284

بنی اسرائیل غُلامی سے آزادی تک

پیارے اسلامی بھائیو ! بنی اسرائیل اپنے دور کی بہت بلند رُتبہ قوم ہے۔ اَصل میں اِسْرَائیل حضرت یعقوب عَلَیْہِ السَّلَام کا لقب ہے، حضرت یعقوب عَلَیْہِ السَّلَام کے 12 بیٹے یعنی حضرت یُوسُف عَلَیْہِ السَّلَام اور اُن کے 11 بھائی، ان سے جو اولاد چلی، 12 قبیلے بنے، انہی کو بنی اسرائیل کہا جاتا ہے۔ قرآنِ کریم میں کئی مقامات پر بنی اسرائیل کا تذکرہ ہے۔

بنی اِسرائیل کا آبائی وطن مُلکِ شام میں "کَنْعَان" نامی علاقہ تھا، جب حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام مصر تشریف لائے، یہاں آپ نے اعلانِ نبوت فرمایا، اَہلِ مصر کو کفر و شرک سے روکا، انہیں اللہ پاک وَحْدَہٗ لَا شَرِیْك کی عبادت کی طرف بلایا، اللہ پاک نے حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کو عَزِیْزِ مصر (یعنی مصر کے وزیرِ اعظم) کا عہدہ عطا کیا، اس وقت کا بادشاہ بھی حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام پر اِیمان لایا اور فرماں بردار ہو گیا، اس وقت حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کے والِد حضرت یعقوب عَلَیْہِ السَّلَام، 11 بھائی اور باقِی اَہلِ خانہ مصر تشریف لائے۔

بنی اسرائیل حضرت یعقوب عَلَیْہِ السَّلَام کی اولاد تھے اور مصر کے وَزیرِ اعظم یعنی حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کے خاندان والے بھی تھے، لہٰذا مصر میں بنی اسرائیل کی بہت عزّت تھی، ان کا مقام و مرتبہ تھا، لوگ ان کا احترام کیا کرتے تھے۔ آخر حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام نے دُنیا سے پردہ فرمایا، وقت گزرتا گیا، صدیاں گزر جانے کے بعد مصر کی حکومت ایک نہایت مغرور اور سرکش شخص کے ہاتھ آئی، اس کا نام تھا: وَلِیْد بن مُصْعَب اور لقب تھا: فرعون۔ اس بدبخت نے خُدائی کا دعویٰ کیا اور بنی اسرائیل کو اپنا غلام بنالیا۔[1] یہ بھی قدرت کی ایک

1... تفسیر نعیمی، پ 1، البقرۃ، تحت الآیۃ: 26، 1 / 328 تا 370 ملخصًا

عجیب نشانی ہے، اللہ پاک جسے چاہتا ہے بادشاہی عطا کرتا ہے، جسے چاہتا ہے غلامی کی زنجیروں میں جکڑ دیتا ہے۔

وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ؕ ترجمۂ کنز العرفان: اور تُو جسے چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت دیتا ہے۔ (پ3، آلِ عمران:26)

اَصل میں یہ ایک امتحان ہوتا ہے، انسان کو جانچا جاتا ہے، دیکھا جاتا ہے کہ کون کیسا ہے؟ اللہ پاک تو سب کچھ جانتا ہے، اسے معلوم ہے کہ کون نیک ہے، کون بد ہے، اللہ پاک جانتا ہے کہ کون واقعی نیک ہے اور کون صرف نیک نظر آتا ہے، اللہ پاک کو تو جانچ کی، امتحان کی حاجت ہی نہیں ہے مگر انسان کے اندر کا جو جَوہَر ہے، ایک اچھے انسان کے اندر کی جو اچھائی ہے اور ایک بُرے انسان کے اندر کا جو شیطان ہے، اسے دُنیا کے سامنے ظاہِر کیا جاتا ہے، بادشاہوں کو غُلام بنا کر، غُلاموں کو بادشاہ بنا کر ان کی حقیقت سے پردہ اُٹھایا جاتا ہے، کتنے ایسے ہیں جو بادشاہ بن کر، کسی بڑے عہدے اور منصب پر رہ کر بڑے نیک، شکر گزار اور رحم دِل ہوتے ہیں مگر جب ان سے بادشاہی چھِن جاتی ہے، جب ان سے منصب لے لیا جاتا ہے، تب ان کے اندر کا اَصل انسان کھل کر سامنے آتا ہے، تب یہ اپنے اُسی رَبِّ کریم سے شِکوہ کرنے لگتے ہیں جس نے انہیں بادشاہ بنایا تھا، جس نے انہیں عہدہ اور منصب دیا تھا، یہ لوگ اصل میں اللہ پاک سے محبت کرنے والے نہیں ہوتے، یہ اپنے منصب اور عہدے سے محبت کرنے والے ہوتے ہیں، کئی لوگ ایسے ہوتے ہیں جو فقیر ہوں، غریب ہوں تو بڑے نیک، رحم دِل اور شکر گُزار ہوتے ہیں مگر جیسے ہی منصب ملتا ہے، جیسے ہی عہدہ ملتا ہے، جیسے ہی چار پیسے ہاتھ آتے ہیں تو ان کے اندر کا غرور، ان کے اندر کا گھمنڈ کُھل کر سامنے آجاتا ہے، یہ بھی اللہ پاک سے محبت کرنے والے نہیں بلکہ اَصل میں اپنے اندر کی خواہش، غُرور اور تکبر کے غُلام

ہیں، اللہ پاک کا سچا بندہ وہ ہے جو ہر حال میں ایک جیسا رہتا ہے، جو غریب ہو تب بھی شکر گزار ہوتا ہے اور اگر اسے منصب مِل جائے تب بھی اللہ پاک کا شکر گزار رہتا ہے۔

بنی اسرائیل کو بھی آزمایا گیا، فِرعَون کو بھی آزمایا گیا، حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام جو مصر کے حکمران تھے، جو مصر کے باقاعِدہ مالِک تھے، قحط کے دِنوں میں حضرت یُوسُف عَلَیْہِ السَّلَام نے باقاعدہ مصر کو خریدا تھا، تمام اَہْلِ مصر کو خرید کر اپنا غُلام بنایا تھا، پھر آزاد کر دیا تھا، اُن ہی حضرت یوسف عَلَیْہِ السَّلَام کی اولاد کو، آپ کے بھائیوں کی اولاد کو آج مصر ہی میں غلام بنا دیا گیا، فِرعَون کو مصر کی بادشاہی عطا کر دی گئی، یہ ایک امتحان تھا، اس امتحان میں بنی اسرائیل نے تو صبر کیا مگر فِرعَون نے سرکشی کی، اس بدبخت نے خُدائی کا دَعویٰ کیا، بندہ تھا، بندہ نہ بنا، خُدا بننے کی کوشش کی، اس کا غُرُور کُھل کر دُنیا کے سامنے آگیا، اس کے اندر کا گھمنڈ سَر چڑھ کر بولنے لگا۔ تب اللہ پاک نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کو نبی بنا کر بھیجا۔

حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے فِرعَون کو حق کی جو دعوت دی بنیادی طور پر اس دعوت کے 2 موضوع تھے: (1) فِرعَون جو خُدائی کا دعویٰ کرتا ہے، یہ اپنے اس دعوے سے توبہ کرے، بندہ ہے، بندہ بنے، اللہ پاک وَحۡدَہٗ لَاشَرِیۡك کے حُضُور سَر جھکائے اور اللہ پاک کی فرماں برداری میں آجائے (2) فرعون نے بنی اسرائیل کو ناحق اپنا غلام بنالیا ہے، انہیں غلامی سے آزاد کر دے۔

قرآنِ کریم میں ہے، حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا:

قَدۡ جِئۡتُكُمۡ بِبَیِّنَةٍ مِّنۡ رَّبِّكُمۡ فَاَرۡسِلۡ مَعِیَ بَنِیۡۤ اِسۡرَآءِیۡلَ ﴿۱۰۵﴾

(پ9، الاَعراف: 105)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: بیشک میں تم سب کے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانی لے کر آیا ہوں تو بنی اسرائیل کو میرے ساتھ چھوڑ دے۔

حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے اپنے اس دعوے پر دلائل دیئے، معجزات دکھائے، فِرعَون اور اس کی قوم کو سمجھایا مگر فِرعَون ضِدّی تھا، ضِدِّی ہی رہا، سرکش تھا، سرکش ہی رہا، اس کے سَر پر طاقت، سلطنت اور تاج و تخت کا نشہ سُوار تھا، اس بدبخت نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی نافرمانی کی، حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی شان میں گستاخیاں کیں، حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام اور بنی اسرائیل کو تکلیفیں پہنچانے کی ناپاک کوشش کی، مَعَاذَ اللہ! حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کو شہید کر دینے کے منصوبے بنائے۔ جب فِرعَون نے تمام حدیں پار کر دیں، اپنے کفر میں بالکل ڈھیٹ ہو گیا اور بنی اسرائیل کو آزاد کرنے پر کسی طرح تیار نہ ہوا تو اللہ پاک نے فِرعَون کو اس کے لشکر سمیت دریا میں غرق کر دیا اور یہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جہنّم کا ایندھن بن گیا۔[1] یُوں حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے صدقے میں بنی اسرائیل کو آزادی کی نعمت نصیب ہو گئی۔

آزادی ایک نعمت ہے

پیارے اسلامی بھائیو! غُلامی سے آزادی مل جانا اللہ پاک کی بہت بڑی نعمت ہے۔ اللہ پاک نے سورۂ بقرہ میں بنی اسرائیل کا ذِکر فرمایا ہے، اس میں بنی اسرائیل کو اسلام کی دعوت دی گئی، اللہ پاک نے بنی اسرائیل کو جو نعمتیں عطا فرمائیں ان کو شُمار کیا گیا۔ ان میں پہلی نعمت جو اللہ پاک نے بیان فرمائی وہ یہی آزادی ہے۔[2] اللہ پاک نے ارشاد فرمایا:

1 … تفصیل کے لئے دیکھئے: پ9، الاعراف، آیت: 104 تا 137 ملخصًا

2 … تفسیرِ کبیر، پ1، البقرۃ، تحت الآیۃ 49، 1 / 504 ماخوذًا

وَ اِذْ نَجَّیْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ یَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ یُذَبِّحُوْنَ اَبْنَآءَكُمْ وَ یَسْتَحْیُوْنَ نِسَآءَكُمْؕ وَ فِیْ ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِیْمٌ ﴿۴۹﴾ وَ اِذْ فَرَقْنَا بِكُمُ الْبَحْرَ فَاَنْجَیْنٰكُمْ وَ اَغْرَقْنَاۤ اٰلَ فِرْعَوْنَ وَ اَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ﴿۵۰﴾ (پ1، البقرۃ:49تا50)

ترجمۂ کنزُ العِرفان: اور (یاد کرو) جب ہم نے تمہیں فرعونیوں سے نجات دی جو تمہیں بہت بُرا عذاب دیتے تھے، تمہارے بیٹوں کو ذبح کرتے تھے اور تمہاری بیٹیوں کو زندہ چھوڑ دیتے اور اس میں تمہارے رب کی طرف سے بڑی آزمائش تھی۔ اور (یاد کرو) جب ہم نے تمہارے لئے دریا کو پھاڑ دیا تو ہم نے تمہیں بچالیا اور فرعونیوں کو تمہاری آنکھوں کے سامنے غرق کر دیا۔

آزادی کے بعد بنی اسرائیل کے حالات

پیارے اسلامی بھائیو! اللہ پاک نے بنی اسرائیل کو فرعون اور اس کے ظلم و ستم سے آزادی عطا فرمائی، اب انہیں چاہیے تھا کہ وہ اللہ پاک کی اس نعمت کا شکریہ ادا کرتے، اللہ پاک کے حُضُور جھک جاتے، اللہ پاک کی فرماں برداری کرتے، اللہ پاک کے اَحکام دل و جان سے تسلیم کرلیتے مگر بنی اسرائیل نے ناشکری کی۔

جب فِرعَون غرق ہوا، بنی اسرائیل نے اسے غرق ہوتے خود دیکھا تھا، اللہ پاک نے دریا کے اندر 12 رستے بنا دیئے تھے، دریا کا پانی دِیواروں کی طرح کھڑا ہو گیا تھا، درمیان میں راستے بن گئے تھے، بنی اسرائیل ان راستوں سے گزر کر آرام سے دریا پار کر رہے تھے، فرعون بھی ان کے پیچھے دریا میں داخل ہوا، اِدھر بنی اسرائیل دریا کے دوسرے کنارے سے باہَر نکلے، اُدھر دریا کا پانی آپس میں مِل گیا اور فرعون اپنے لشکر سمیت غرق ہو گیا۔[1] یہ عبرت ناک منظر

1... تفسیر نعیمی، پ1، البقرۃ، تحت الآیۃ:50، 1/378 ملخصاً

اور حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کا عظیمُ الشان معجزہ بنی اسرائیل نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا مگر یہاں سے تھوڑا ہی آگے گئے، دیکھا: ایک قوم ہے جو جھوٹے خُداؤں کی پوجا میں مصروف ہے، شِرک کر رہی ہے، یہ دیکھ کر بنی اسرائیل بولے:

یٰمُوۡسَی اجۡعَلۡ لَّنَاۤ اِلٰـهًا كَمَا لَهُمۡ اٰلِهَةٌ ؕ (پ9، الاعراف:138)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: اے موسیٰ! ہمارے لئے بھی ایسا ہی ایک معبود بنادو جیسے ان کے لئے کئی معبود ہیں۔

اللہُ اَکْبَر! ابھی ایک کافر کا اَنجام دیکھ کر آرہے ہیں اور جرأت دیکھئے کہ اللہ پاک کے نبی، حضرتِ موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام سے شِرک کی اجازت مانگ رہے ہیں۔

اللہ پاک نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کو تورات شریف عطا فرمانے کے لئے کوہِ طُور پر بُلایا، حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام 40 دِن کوہِ طُور پر تشریف فرما رہے، پیچھے سے بنی اسرائیل بھٹک گئے، سامری نام کے ایک جادُوگر نے ان کے لئے دھات کا ایک بچھڑا بنایا، بنی اسرائیل نے اس بچھڑے کو ہی خُدا مان لیا۔[1]

بنی اسرائیل کو تورات شریف عطا کی گئی، تَورات شریف 4 بڑی آسمانی کتابوں میں سے سب سے پہلی آسمانی کتاب ہے، بنی اسرائیل نے اس پر عمل کرنے سے انکار کر دیا، اللہ پاک نے کوہِ طُور کو جَڑ سے اُٹھا کر ان کے سروں پر لٹکا دیا اور فرمایا:

خُذُوۡا مَاۤ اٰتَیۡنٰکُمۡ بِقُوَّةٍ وَّ اذۡکُرُوۡا مَا فِیۡهِ (پ1، البقرۃ:63)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: مضبوطی سے تھامو اس (کتاب) کو جو ہم نے تمہیں عطا کی ہے اور جو کچھ اس میں بیان کیا گیا ہے اسے یاد کرو۔

1... تفصیل کے لئے دیکھئے: پ16، سورۂ طٰہٰ، آیت: 77 تا 87

اس وقت اس ڈر سے کہ کوہِ طُور ہمارے اُوپر نہ گرا دیا جائے، انہوں نے تَورات شریف پر عمل کرنے کا وعدہ کر لیا مگر پھر اپنے وعدے سے پھر گئے۔ [1]

غرض! آزادی جو ایک بڑی نعمت تھی، بنی اسرائیل کو چاہئے تھا کہ اللہ پاک کا شکر ادا کرتے مگر انہوں نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی نافرمانی کی، اللہ پاک کی کتاب تورات شریف پر عمل کرنے سے انکار کیا، آخر اِن پر اللہ پاک کا غضب ہوا اور ان پر ذِلَّت مُسَلَّط کر دی گئی، اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

ضُرِبَتْ عَلَیْهِمُ الذِّلَّةُ وَ الْمَسْكَنَةُۗ وَ بَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِؕ (پ1، البقرۃ:61)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: ان پر ذلت اور غربت مسلط کر دی گئی اور وہ خدا کے غضب کے مستحق ہو گئے۔

بنی اسرائیل پر یہ ذِلّت کیوں مُسَلَّط کی گئی، ان پر اللہ پاک کا غضب کیوں ہوا، اس کا سبب بھی اللہ پاک نے ساتھ ہی بیان فرما دیا، ارشاد ہوتا ہے:

ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا یَعْتَدُوْنَ۠ (۶۱) (پ1، البقرۃ:61)

ترجمۂ کنزُالعِرفان: یہ اس وجہ سے تھی کہ انہوں نے نافرمانی کی اور وہ مسلسل سرکشی کر رہے تھے۔

جو کچھ ہیں وہ سب اپنے ہی ہاتھوں کے ہیں کرتوت
شکوہ ہے زمانے کا نہ قسمت سے گلہ ہے
دیکھے ہیں یہ دِن اپنی ہی غفلت کی بدولت
سچ ہے کہ بُرے کام کا انجام برا ہے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّد

1… تفصیل کے لئے دیکھئے: پ1، البقرۃ، آیت: 63 تا 64

آزادی کی مختصر تاریخ

پیارے اسلامی بھائیو! آج یومِ آزادی ہے، ہمارا پیارا ملک "ہندوستان" 15 اگست، 1947ء کو آزاد ہوا یعنی ہمیں آزادی کی نعمت نصیب ہوئے 80 سال ہو چکے ہیں، اس بات میں کوئی شک نہیں کہ بنی اسرائیل کی آزادی میں اور ہندوستان کی آزادی میں زمین آسمان کا فرق ہے، مگر بنی اسرائیل کی آزادی میں، آزادی کے بعد ان کے کردار میں ہمارے لئے عبرت اور نصیحت ہے، اس سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ آزادی کہتے کسے ہیں؟ آزادی ملنے پر کیا کرنا چاہئے؟ آزادی ملنے کے بعد زِندگی کا انداز کیسا ہونا چاہئے؟

ذرا ہندوستان کی تاریخِ آزادی پر نظر ڈالئے! 1857ء میں آزادی کے لئے پہلی اجتماعی اور مُنَظَّم کوشش کی گئی، اس آزادی کے لئے سب سے پہلے جنہوں نے آواز اُٹھائی وہ تھے: بہت بڑے عاشِقِ رسول، ماہِر عالِمِ دِین حضرت عَلَّامہ فَضْلِ حق خیر آبادی رَحمۃُ اللهِ عَلَیْه۔ عَلَّامہ فضلِ حق خیر آبادی رَحمۃُ اللهِ عَلَیْه نے انگریزوں کے خلاف ایک فتویٰ لکھا، بَرِّصغیر کے بڑے بڑے عُلَمائے کرام نے اس فتوے کی تصدیق اور تائید کی، سَیِّدی اعلیٰ حضرت، امام اہلِ سنت، امام احمد رضا خان رَحمۃُ اللهِ عَلَیْه اس وقت دُنیا میں تشریف لا چکے تھے، اعلیٰ حضرت کی وِلادت 1856ء میں ہوئی اور آزادی کی یہ پہلی کوشش 1857ء میں کی گئی یعنی اس وقت اعلیٰ حضرت رَحمۃُ اللهِ عَلَیْه کی عمر مبارک 1 سال تھی، اعلیٰ حضرت کے داداجان حضرت مولانا مفتی رضا علی خان رَحمۃُ اللهِ عَلَیْه نے اور آپ کے والدِ محترم مولانا نقی علی خان رَحمۃُ اللهِ عَلَیْه نے اس فتوے کی تائید کی۔

آزادی کی اس کوشش میں مسلمانوں کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑا، علَّامہ فَضْلِ حق خیر آبادی رَحمۃُ اللهِ عَلَیْه کو سخت سزائیں دی گئیں، علَّامہ کفایت علی کافِی رَحمۃُ اللهِ عَلَیْه اور دیگر کئی عُلَمائے

کرام کو مَعَاذَ الله! شہید کر دیا گیا، ایک اندازے کے مطابق اُس وقت اَہلِ سنت کے تقریباً 22 ہزار عُلَمائے کرام شہید ہوئے۔[1]

پیارے اسلامی بھائیو! یہ تحریکِ آزادی کی پہلی قربانیاں تھیں، اس وقت اگرچہ بظاہِر ناکامی ہوئی مگر ایک مسلمان جس کے دِل میں ایمان پختہ ہو، جس کا یقین پختہ ہو وہ ناکامیوں سے گھبراتا نہیں بلکہ مزید آگے قدم بڑھاتا ہے۔

1857ء میں اگرچہ مسلمانوں کو ناکامی ہوئی مگر مسلمان پیچھے نہیں ہٹے، مسلمانوں نے آزادی کی کوشش جاری رکھی، انگریزوں نے جب دیکھا کہ مسلمانوں کے اندر سے آزادی کا جذبہ کسی طرح کم نہیں ہوتا، تب انہوں نے مسلمانوں کی اَصل طاقت کو توڑنے یعنی مسلمانوں کے ایمان کمزور کرنے اور مسلمانوں کے اندر سے عشقِ رسول کا جذبہ کمزور کرنے کا منصوبہ بنایا، اس کے لئے انگریزوں نے اپنے پڑھے لکھے لوگ عوام کے اندر اُتار دیئے، یہ لوگ اسلام کی تعلیمات پر اعتراض کرنے لگے، قرآنِ کریم پر، پیارے آقا، مکی مدنی مصطفےٰ صَلَّی اللهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پاکیزہ سیرت پر اعتراض ہونے لگے، یُوں عوام کے ذِہنوں میں شکوک وشبہات پیدا کرنے کی کوشش ہونے لگی۔

اس وقت سخت فتنے تھے، فتنوں کی گویا آندھی چل رہی تھی، اگر اس وقت انگریزوں کی یہ سازش کامیاب ہو جاتی تو مسلمانوں کو آزادی تو کیا ملتی، اُلٹا اپنے دِین اور ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتے، اس لئے آزادی کی تاریخ میں یہ سخت مشکل وقت تھا، اس مشکل وقت میں ایک شخصیت میدان میں تھی اور وہ تھے: ہمارے آقا، اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنت امام احمد رضا خان رَحمةُ اللهِ عَلَیْہ۔ تحریکِ خِلافت چلی، اعلیٰ حضرت رَحمةُ اللهِ عَلَیْہ نے "دَوَامُ الْعَیْش" نامی رسالہ لکھ کر

1 ... تحریکِ آزادی 1857ء میں علما کا مجاہدانہ کردار، ص22 تا 23 و29 ملتقطاً

مسلمانوں کی راہ نمائی فرمائی، تحریکِ ترکِ موالات چلائی گئی تو اعلیٰ حضرت نے رسالہ لکھا:"نَابِغُ النُّوْر" اس میں انگریزوں کے بچھائے گئے جال کے تار بکھیرے گئے، تحریکِ ہجرت چلائی گئی تو اعلیٰ حضرت رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ نے رسالہ لکھا: "اِعْلَامُ الْاَعْلَام" اس رسالے نے انگریزوں کی سازش کو تار تار کر کے رکھ دیا، یہ تینوں رسالے آج بھی فتاویٰ رضویہ شریف کی جلد 14 میں جگمگا رہے ہیں۔

جو لوگ قرآن و سُنَّت پر اعتراض کر کے مسلمانوں کا ایمان کمزور کرنے کی سازش کر رہے تھے، اعلیٰ حضرت رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ نے انہیں منہ توڑ جوابات دیئے، جنہوں نے پیارے آقا، مکی مدنی مصطفٰے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بے عیب ذات میں مَعَاذَ الله! عیب نکالنے کی ناپاک جسارت (یعنی ناپاک کوشش) کی، اعلیٰ حضرت رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ نے انہیں منہ توڑ جواب دے کر ناموسِ رسول اور اپنے آقا و مولیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عزّت پر پہرا دیا۔ انگریزوں نے مسلمانوں کی معیشت پر حملہ کیا، اعلیٰ حضرت نے اس کا رَدّ کیا، کچھ لوگوں نے مسلمانوں کے تعلیمی ادارے، اسکول، کالج وغیرہ بند کروائے اور وہ بھی خود بند نہ کئے بلکہ مسلمانوں ہی کے ہاتھوں بند کروائے، قرآنِ کریم کی غلط تفسیریں کیں، قرآنی آیات کے مَعَانی بدلے، مسلمانوں کا ذہن بنایا کہ قرآنِ کریم اس وقت تمہیں تمہارے تعلیمی ادارے اور کاروبار بند کرنے کا حکم دیتا ہے لہٰذا تم اس پر عمل کرو۔ اس وقت پورے بَرِّ صغیر میں مسلمانوں کے چند ہی اسکول و کالج تھے، انہیں بھی بند کیا جانے لگا تو ایک استاد نے اعلیٰ حضرت رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ سے اس بارے میں فتویٰ پوچھا، اعلیٰ حضرت رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ نے قرآن و سُنَّت کی روشنی میں جواب دیا اور انگریزوں کی سازش کو ناکام بنایا۔

ایک طرف اعلیٰ حضرت رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ عِلم کے دریا بہا کر مسلمانوں کا اِیمان بچا رہے تھے اور دوسری طرف اپنے محبوب آقا، مکی مدنی مصطفےٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نعتیں لکھ کر، شاعِری کی صورت میں شانِ مصطفےٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم بیان کر کے مسلمانوں کے دِل میں عشقِ رسول کو گرما رہے تھے، اعلیٰ حضرت رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ کے خُلَفَاء، اعلیٰ حضرت رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ کے مُرید، اعلیٰ حضرت رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ کے چاہنے والے دیگر علمائے اَہلسنت اعلیٰ حضرت کی تعلیمات کو برِّ صغیر کے چپے چپے میں پھیلا رہے تھے، خطیب حضرات منبروں پر محفلوں میں ان تعلیمات کو عام کر رہے تھے، نعت خواں حضرات اعلیٰ حضرت رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ کی لکھی ہوئی نعتیں پڑھ کر مسلمانوں کے عشقِ رسول کو گرما رہے تھے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

آزادی کے بعد ہمارا حال

پیارے اسلامی بھائیو! یہ ہے ہماری، ہمارے ملک کی آزادی کی مختصر داستان۔

ہمیں آزادی کی نعمت حاصل ہوئے 80 سال ہو چکے ہیں، اب ہم نے بنی اسرائیل کے ساتھ اپنا موازنہ کرنا ہے ☆بنی اسرائیل کو فِرعَون سے آزادی ملی، ہمیں انگریز حکومتوں سے آزادی نصیب ہوئی ☆بنی اسرائیل کے نبی ہیں: حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام، ہمارے نبی ہیں: اَحمد مجتبیٰ، مُحَمَّد مصطفےٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ☆بنی اسرائیل کو کتاب ملی: تورات شریف، ہمارے پاس اللہ پاک کی کتاب ہے: قرآنِ کریم۔

بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی نافرمانی کی، تورات کے اَحکام پر عمل نہ کیا، اللہ پاک کے نافرمان ہوئے، آزادی کی نعمت کا شکر ادا نہ کیا، انجام کیا ہوا؟

ضُرِبَتۡ عَلَیۡہِمُ الذِّلَّۃُ وَ الۡمَسۡکَنَۃُ ٭ وَ بَآءُوۡ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰہِ ؕ (پ1،البقرۃ:61)

ترجمۂ کنزُ العِرفان: ان پر ذلت اور غربت مسلط کر دی گئی اور وہ خدا کے غضب کے مستحق ہو گئے۔

اب ہر کوئی اپنے متعلق غور کرے! ہم قرآنِ کریم پر کتنا عمل کرتے ہیں؟ ہم اپنے آقا و مولیٰ، مُحَمَّد مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی کتنے فرماں بردار ہیں؟ ہم نمازیں کتنی پڑھتے ہیں؟ ہم روزے کتنے رکھتے ہیں؟ حج کا جذبہ ہمارے اندر کتنا ہے؟ زکوٰۃ کی ادائیگی میں کیا صورتِ حال ہے؟ جھوٹ، غیبت، چغلی، وعدہ خلافی، حسد، تکبر، خود پسندی، فلمیں ڈرامے، گانے باجے، بے پردگی، بے حیائی، فیشن پرستی، بے ایمانی، دو نمبری، لڑائی جھگڑے، گالی گلوچ وہ سب کام جن سے قرآن و حدیث میں منع کیا گیا، ہم اِن سے کتنا بچتے ہیں؟ والدین کی عزت، پڑوسیوں کے حقوق، زوجہ کے حقوق، رشتہ داروں کے حقوق، اَہْلِ محلہ کے حقوق، مسلمان کی خیر خواہی، غریبوں سے محبت، بڑوں کا ادب، چھوٹوں پر شفقت وہ تمام کام جو کرنے کا ہمیں حکم دیا گیا، ہم اُن پر کتنا عمل کرتے ہیں؟

آہ! سنجیدگی کے ساتھ ہم اپنا مُحاسَبہ کریں تو پتا چلتا ہے کہ بنی اسرائیل کی طرح ہماری حالت بھی سخت افسوس ناک ہے بلکہ انتہائی افسوس کی بات تو یہ ہے کہ آزادی کی نعمت جس کا ہم نے شکر ادا کرنا تھا، ہم نے اس آزادی کا مفہوم ہی بدل کر رکھ دیا، آج بالکل بے لگام ہو جانے کو آزادی کہا جا رہا ہے۔

آزادی کسے کہتے ہیں؟

جس آزادی کے لئے تقریباً 100 سال جِدّ و جَہد کی گئی، جس آزادی کے لئے ہی 1857ء میں 22 ہزار عُلَمائے کرام شہید ہوئے۔ **دوسرے لفظوں میں یُوں کہہ لیجئے** کہ

آزادی جو ہمیں اللہ پاک نے عطا فرمائی، وہ اَصل میں **غُلامیٔ مصطفٰے** کا نام ہے۔ جب بَرِّصغیر میں ہندوستان پر انگریز حکومت کر رہے تھے، اس وقت ہم آزادی سے غُلامیٔ مصطفٰے کا کُھل کر اِظہار نہیں کر سکتے تھے، اللہ پاک نے ہمیں آزادی عطا کی تا کہ ہم پوری آزادی کے ساتھ غلامیٔ مصطفٰے کا اِظہار کر سکیں، ہمیں نمازیں پڑھنے میں رُکاوٹ نہ ہو، روزے رکھنے میں رکاوٹ نہ ہو، قربانی کرنے میں رکاوٹ نہ ہو، اِسلام کی دیگر تعلیمات پر عمل کرنے میں ہم پر کوئی رُکاوٹ نہ ہو، ہم آزادی سے قرآنِ کریم کے مُطَابق، حدیثِ رسول کے مطابق، اپنے بزرگوں کی سیرت سے راہ نمائی لیتے ہوئے "غلامیٔ مصطفٰے" کا بھرپُور اِظہار کر سکیں۔

مگر کیا ہم یہ غلامی کر رہے ہیں؟ آہ! 80 سال گزر گئے ہم نے یہ غلامی نہ کی، اُلٹا ہم نے آزادی کا مفہوم ہی بدل دیا، ہم نے بے راہ رَوِی کو آزادی سمجھ لیا، ہم نے بے لگام ہو جانے کو آزادی سمجھ لیا، عریانی، فحاشی اور فیشن پرستی کا نام آزادی رکھ دیا۔ یہ ہرگز آزادی نہیں ہے، یہ تو اُلٹا نفس و شیطان کی غلامی ہے۔ شیطان سب سے بڑا ہمارا دشمن ہے، دشمنوں کی حکومت سے چُھوٹ گئے تھے، پھر خود کو سب سے بڑے دشمن یعنی شیطان کی غلامی میں سونپ دیا اور اس غُلامی کا نام آزادی رکھ دیا، کیا یہ آزادی ہے؟ نہیں یہ اَصل میں غُلامی ہے۔

یہ بات ہمیشہ کے لئے ذہن میں بٹھا لی جائے، آزادی صرف اور صرف اللہ پاک کی بندگی سے اور اِطاعتِ مصطفٰے سے ملتی ہے۔ اس کے بغیر دُنیا میں کہیں آزادی نہیں ملے گی، جو دُنیا کے پیچھے بھاگتا ہے وہ دُنیا کا غُلام۔ جو مال کے پیچھے بھاگتا ہے وہ مال کا غلام۔ جو حُسن کا شیدائی ہے وہ حُسن کا غلام۔ جو مقام و مرتبے اور منصب و عہدے کے پیچھے بھاگتا ہے، وہ منصب، عہدے اور مقام و مرتبے کا غلام ہے اور جو سب کچھ چھوڑ کر صرف اللہ پاک کی بندگی، اُس کے پیارے رسول، رسولِ مقبول صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی فرماں برداری کرتا ہے وہ ہر جھنجٹ سے آزاد ہو جاتا ہے۔

حضرت حبیب راعی رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ تابعی بزرگ ہیں، حضرت سلمان فارسی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی صحبت میں رہے، حضرت حبیب راعی رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ نے بکریاں رکھی ہوئی تھیں، انہیں لے کر دریائے فرات کے کنارے تشریف لے جاتے، وہیں اللہ پاک کی عبادت کیا کرتے تھے، داتا حُضُور رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ اپنی مشہور کتاب "کَشْفُ الْمَحْجُوب" میں لکھتے ہیں: ایک روز ایک شخص دریائے فرات کے قریب سے گزرا، اس نے دیکھا کہ حضرت حبیب راعی رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ نماز پڑھ رہے ہیں اور بھیڑیا بکریوں کی رکھوالی کر رہا ہے، یہ دیکھ کر بڑا تعجب ہوا، وہ شخص حضرت حبیب راعی رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ سے ملاقات کے لئے ٹھہر گیا، جب آپ نے نماز مکمل فرمائی تو سلام عرض کیا، آپ نے سلام کا جواب دیا، اس شخص نے عرض کیا: عالی جاہ! آپ کی بکریوں سے بھیڑیئے کو ایسا لگاؤ ہے کہ وہ ان کی حفاظت کر رہا تھا؟ فرمایا: اس کی وجہ یہ ہے کہ بکریوں کا مالک اللہ پاک سے محبت کرتا ہے (یعنی میں اللہ پاک سے محبت کرتا ہوں، اس لئے مجھ سے اور میری چیزوں سے جانور تک محبت کرتے ہیں)۔ پھر حضرت حبیب راعی رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ نے لکڑی کا ایک پیالہ پتھر کے نیچے رکھا، فوراً اس پتھر سے دُودھ اور شہد کے دو چشمے جاری ہوئے، آپ رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ نے دُودھ اور شہد سے بھرا ہوا پیالہ اس شخص کو دیا، یہ دیکھ کر وہ شخص حیران رہ گیا اور بولا: عالی جاہ! آپ نے یہ مقام کیسے حاصل کیا ہے؟ فرمایا: سیدِ عالَم، نُورِ مجسم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی اِطاعت و فرماں برداری کے ذریعے۔[1]

کی مُحمَّد سے وفا تُو نے تو ہم تیرے ہیں　　یہ جہاں چیز ہے کیا؟ لوح و قلم تیرے ہیں

1…کشف المحجوب، ص140 ماخوذاً

سُبْحٰنَ اللہ! یہ ہے آزادی۔ کیا دُنیا میں کہیں ایسی آزادی ہے کہ بھیڑیئے بکریوں کی رکھوالی کرتے ہوں؟ ہاں! یہ بات دُرست ہے کہ یہ حضرت حبیبِ راعی رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ کی کرامت تھی اور کرامت اللہ پاک کی عطا ہے، کوئی بھی اپنی محنت سے وَلی نہیں بن سکتا مگر یہاں جو سمجھنے کا نکتہ ہے وہ حضرت حبیب راعی رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ کا یہ فرمان ہے: میں نے یہ مرتبہ اِطاعتِ مصطفےٰ کے ذریعے حاصل کیا ہے۔ معلوم ہوا کہ اَصل میں آزادی غُلامیٔ رسول ہی سے ملتی ہے۔

پیارے اسلامی بھائیو! اپنے آپ سے پوچھئے! کیا ہمیں یہ آزادی حاصل ہے؟ کیا ہم واقعی صحیح معنوں میں **"اپنے نبی کی غلامی میں"** ہیں؟ کیا ہمارا لباس غُلامانِ مصطفےٰ جیسا ہے؟ ہمارے جینے کا انداز، ہمارے طور طریقے، ہمارے اُٹھنے، بیٹھنے کا انداز، ہمارے سونے جاگنے کا انداز، ہمارے چلنے پھرنے کا انداز، ہمارے بولنے کا انداز، ہمارے کھانے پینے کا انداز، ہمارے اَخلاق، ہمارے اَوصاف کیا یہ سب کچھ غُلامانِ مصطفےٰ جیسا ہے؟ اگر نہیں ہے تو پھر کب ہو گا؟ 80 سال تو گزر چکے آزادی حاصل ہوئے، اگر ابھی بھی ہم صحیح معنوں میں نفس کی غُلامی، شیطان کی غلامی، غیروں کی تہذیب و ثقافت کی غلامی سے آزاد نہیں ہوئے تو کب ہوں گے؟

جشنِ آزادی کیسے منائیں؟

پیارے اسلامی بھائیو! ہم سن چکے ہیں کہ بنی اسرائیل کو فِرعَون سے آزادی ملی، جب یہ آزادی ملی تو اللہ پاک کے نبی حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے یہ دِن کیسے منایا تھا؟ حدیثِ پاک میں ہے: مدینۂ پاک کے یہود 10 محرم کو روزہ رکھتے تھے، پوچھنے پر انہوں نے بتایا: اس دِن بنی اسرائیل کو فِرعَون سے نجات ملی تھی تو حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے اس

شکرانے میں روزہ رکھا تھا، اسی لئے ہم 10 محرم کو روزہ رکھتے ہیں۔[1]

سُبْحٰنَ اللہ! یہ ہے جشنِ آزادی منانے کا اَصل طریقۂ کار۔ اللہ پاک ہم سب کو ہدایت نصیب فرمائے، شیطان اور نفس کی غلامی سے نجات عطا فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وسلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

1 … بخاری، 1/656، حدیث: 2004 ملخصاً